سَروَری جس پہ کرے ناز
وہ سرور صدیق (رضی اللہ عنہ)

۱۳ جمادی الاُخریٰ، ۱۴۴۴ھ / ۶ جنوری، 2023ء

042-37374429 0315-7374429 munpk7374429@gmail.com

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

نَحۡمَدُهٗ وَنُصَلِّيۡ وَنُسَلِّمُ عَلٰى رَسُوۡلِهِ الۡكَرِيۡمِ، أَمَّا بَعۡدُ فَاَعُوۡذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيۡطٰنِ الرَّجِيۡمِ

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا مَنۡ يَّرۡتَدَّ مِنۡكُمۡ عَنۡ دِيۡنِهٖ فَسَوۡفَ يَاۡتِى اللّٰهُ بِقَوۡمٍ يُّحِبُّهُمۡ وَيُحِبُّوۡنَهٗۤ ۙ اَذِلَّةٍ عَلَى الۡمُؤۡمِنِيۡنَ اَعِزَّةٍ عَلَى الۡكٰفِرِيۡنَ يُجَاهِدُوۡنَ فِىۡ سَبِيۡلِ اللّٰهِ وَلَا يَخَافُوۡنَ لَوۡمَةَ لَاۤئِمٍ‌ ؕ ذٰلِكَ فَضۡلُ اللّٰهِ يُؤۡتِيۡهِ مَنۡ يَّشَآءُ‌ ؕ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيۡمٌ ۔[المائدہ54:5]

اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوبِ مکرم ﷺ کی معیّت ورِفاقت کے لیے اُن افراد کا انتخاب فرمایا جو اُس کی نظر میں انبیائے کرام علیہم السلام کے بعد کائنات میں سب سے افضل واعلیٰ تھے۔ پھر نبی کریم ﷺ کی تعلیم وتربیت سے یہ حضرات اعتقاد وعمل کے اُس بلند مقام پر پہنچے کہ اُن کا کردار قیامت تک، ہر شعبۂ زندگی کے مسلمانوں کو روشنی فراہم کرتا رہے گا۔

صحابۂ کرام علیہم الرضوان کا شرف نبی کریم ﷺ کی صحبت ونسبت سے ہے، چنانچہ جسے جتنا زیادہ قرب ملا وہ اُتنی ہی بلندی تک پہنچا اور جس نے جتنی زیادہ رِفاقت وتربیت پائی وہ ہدایت کا اُتنا ہی زیادہ روشن ستارہ بنا۔

رحمتِ عالم ﷺ کا سب سے زیادہ قُرب، سب سے طویل رفاقت، سب سے زیادہ خدمت گزاری اور سب سے بڑھ کر اعتماد پانے والے خوش نصیب، یارِ غار ومزار سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں، چنانچہ آپ ہدایت کا نہایت چمکتا ستارہ، بلکہ روشن سورج ہیں اور نبی کریم ﷺ کے بعد اُمّت کے سب سے بڑے راہ نما ہیں۔ حکیم الامّت علیہ الرحمہ نے خوب کہا:

سارے اصحابِ نبی تارے ہیں اُمّت کے
اِن ستاروں میں بنے مِہرِ مُنَوّر صدّیق

آپ کی زندگی کا لمحہ لمحہ اُمّت کے لیے مَنارۂ نور ہے، بالخصوص سرکارِ دوعالم ﷺ کے وصالِ اقدس کے بعد بطورِ خلیفۃ الرسول آپ نے اُمّت پر جو احسانات کیے پوری اُمّت اکٹھی ہو کر اُن میں سے ایک کا بدلہ بھی نہیں چکا سکتی۔

جب رسول اللہ ﷺ کا وصال ہوا تو صحابۂ کرام علیہم الرضوان کی کیفیت ناقابلِ بیان تھی...وہ جس محبوب کے دیدار کے لیے زندگی کی چاہت رکھتے تھے اُس کے وصال کے بعد اُن کے دلوں پر جو بیتی ہو گی ہم اُس کا تصور بھی نہیں کر سکتے، حتیٰ کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ جیسے بہادر بھی اپنی کیفیت میں تھے اور وصالِ اقدس کا یقین نہیں کر پا رہے تھے۔ اِس موقع پر سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اللہ تعالیٰ کی توفیق سے نہ صرف صحابہ کو سنبھالا، بلکہ رسول اللہ ﷺ کے پہلے خلیفہ وجانشین کی حیثیت سے صرف اڑھائی سال کے قریب عرصہ میں اسلام کے خلاف اُٹھنے والے تمام فتنوں کا خاتمہ کر کے ریاستِ مدینہ کو نہایت مضبوط کیا اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں ہونے والی فتوحات کے لیے راہ ہموار کی، بلکہ ان فتوحات کا آغاز کیا۔ آپ صرف خلیفہ ہی نہیں بلکہ شانِ خلافت اور نازِ خلافت ہیں۔ جہاں آپ کے لیے یہ اِعزاز کی بات ہے کہ آپ رسول اللہ ﷺ کے پہلے خلیفہ وجانشین ہیں، وہاں منصبِ خلافت کو بھی ناز ہے کہ اُسے جناب صدیق اکبر رضی اللہ عنہ

جیسا جاں نثار، وفا شعار، صاحبِ تدبیر اور پیکرِ استقامت مسند نشین میسر ہوا۔ آپ نے جن مشکل حالات کا مقابلہ کرتے ہوئے اُمّت کی کشتی کو کنارے لگایا، اگر یہ مشکلات کسی پہاڑ پر اُترتیں تو وہ بھی ریزہ ریزہ ہو جاتا۔ حکیم الاُمّت علیہ الرحمہ نے کہا:

بہتری جس پہ کرے فخر وہ بہتر صدّیق
سَرْوَری جس پہ کرے ناز وہ سَرْوَر صدّیق

سیدنا صدیقِ اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جن اُصولوں کی بنیاد پر خلافت وریاست کی ذمہ داریاں سرانجام دیں، وہ بلاشبہ آج بھی اُمّت مسلمہ، بالخصوص مسلم حکمرانوں کے لیے لائقِ تقلید ہیں۔

آپ کا وصالِ مبارک 13ھ، جُمادی الاُخرٰی کی 22ویں شب کو مغرب وعشا کے درمیان ہوا، جس کے بعد آپ والی کونین ﷺ کے قدموں میں حاضر ہو گئے۔ اِس مناسبت سے آج کے خطبہ میں آپ کی خلافت کے زرّیں اُصولوں سے متعلق کچھ گفتگو ہو گی۔

خلافتِ صدیقیہ کا زرّیں اُصول... حکومت کی خواہش سے اجتناب

نبی کریم ﷺ نے مختلف احادیث میں تربیت فرمائی ہے کہ مسلمان کو عہدے، اقتدار اور حکومت کا لالچ نہیں ہونا چاہیے، تاہم اگر انسان کسی عہدے کا اہل ہو اور لالچ کے بغیر وہ مل جائے تو پوری دیانت داری کے ساتھ تمام صلاحیتوں کو بروئے کار لاتے ہوئے اُس کے تقاضے پورے کرنا لازم ہے۔

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت کردہ ایک حدیثِ مبارک میں یہ الفاظ بھی ہیں: وَتَجِدُوْنَ مِنْ خَيْرِ النَّاسِ أَشَدَّهُمْ كَرَاهِيَةً لِّهٰذَا الْأَمْرِ حَتّٰى يَقَعَ فِيْهِ۔ یعنی ”وہ شخص بہترین افراد میں سے ہے جو حکومت سے سخت نفرت کرتا ہو، حتّٰی کہ اُس میں مبتلا ہو جائے۔“ (صحیح بخاری، حدیث:3588)

سیدنا عبد الرحمٰن بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ مصطفٰی جانِ رحمت ﷺ نے فرمایا: لَا تَسْأَلِ الْإِمَارَةَ، فَإِنَّكَ إِنْ أُعْطِيْتَهَا عَنْ مَسْأَلَةٍ وُكِلْتَ إِلَيْهَا، وَإِنْ أُعْطِيْتَهَا عَنْ غَيْرِ مَسْأَلَةٍ أُعِنْتَ عَلَيْهَا۔ یعنی ”(دنیاوی مفادات کے لیے) حکومت کا مطالبہ نہ کرو؛ اگر تمہارے مانگنے پر حکومت ملے گی تو تم اُس کے سپرد کر دیے جاؤ گے (تمہاری مدد نہیں کی جائے گی، جس کی وجہ سے تم اُسے نبھا نہیں پاؤ گے)، لیکن اگر بن مانگے مل گئی تو اللہ تعالیٰ اُس پر تمہاری مدد کی فرمائے گا۔“ (صحیح بخاری، حدیث:6727)

اُسوۂ صدیقی: سیدنا صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ نے اپنے پہلے خطبہ سمیت کئی مواقع پر اِس بات کا اِظہار فرمایا کہ مجھے ہرگز عہدے کی کوئی خواہش نہیں۔ ایک خطبہ کے الفاظ یوں ہیں: وَاللّٰهِ مَا كُنْتُ حَرِيْصًا عَلَى الْإِمَارَةِ يَوْمًا وَّلَا لَيْلَةً قَطُّ، وَلَا كُنْتُ فِيْهَا رَاغِبًا وَّلَا سَأَلْتُهَا اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ فِيْ سِرٍّ وَّلَا عَلَانِيَةٍ... وَمَا لِيْ فِي الْإِمَارَةِ مِنْ رَّاحَةٍ، وَلٰكِنْ قُلِّدْتُّ أَمْرًا عَظِيْمًا مَا لِيْ بِهٖ مِنْ طَاقَةٍ

وَّلَا يَدٍ إِلَّا بِتَقْوِيَةِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ، وَلَوَدِدْتُّ أَنَّ أَقْوَى النَّاسِ عَلَيْهَا مَكَانِي الْيَوْمَ.... "لوگو! خدا کی قسم مجھے زندگی بھر کسی دن یارات میں حکومت کی خواہش نہیں رہی اور نہ ہی کبھی مَیں نے خفیہ یا علانیہ طور پر اللہ تعالیٰ سے اِس کا سوال کیا... مجھے حکمرانی میں کوئی راحت نہیں، بلکہ مجھے تو اتنی بڑی ذمہ داری سونپی گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی مدد کے بغیر اِسے پورا کرنا میرے بس میں نہیں۔ مَیں آج بھی چاہتا ہوں کہ کوئی زیادہ طاقت والا میری جگہ منصب سنبھال لے۔" (المستدرک علی الصحیحین، حدیث:4422)

ایک موقع آپ رضی اللہ عنہ نے اِس طرح کے کلمات ارشاد فرمائے تو مولَی المسلمین سیدنا علی مرتضٰی کرّم اللہ تعالیٰ وجہہ کہنے لگے: قَدَّمَكَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ فَمَنْ يُؤَخِّرُكَ؟ "اے صدیق! آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مُقدّم کیا (امامت کے لیے کھڑا کر کے ترجیح دی) ہے، اب کس کی مجال ہے کہ آپ کو مُؤخّر (پیچھے) کرے؟" (معرفۃ الصحابہ لاحمد بن حنبل، رقم:102)

لمحۂ فکریہ: دُنیاوی مفادات کے لیے حکومت کا لالچ دُنیا میں بھی نقصان دہ ہے اور آخرت میں بھی باعثِ ندامت ہوگا۔ ہماری حالت یہ ہے کہ تقریباً ہر شخص کسی نہ کسی عہدے کا طلب گار ہے، مقامی سطح سے لے کر ملکی اور عالمی سطح تک ہر طرف عہدوں کے لیے مقابلہ بازی جاری ہے اور ہر جائز و ناجائز طریقے سے "کرسی" حاصل کرنے کی خواہش نے بے حال کر رکھا ہے... لالچی شخص عہدے کے تقاضے پورے نہیں کرتا، وہ اپنے مفادات کی فکر میں ہی مگن رہتا ہے.. ہم اپنے دور کے حکمرانوں کا حال دیکھ لیں، اپنی ذمہ داریاں پوری کرنے کے بجائے اپنی تجوریاں بھرنے کی فکر میں ہیں... اقتدار سنبھالنے اور اُسے بچانے کی فکر اِس قدر ہوتی ہے کہ ملکی ترقی اور شہریوں کی خیر خواہی کی طرف توجہ کی فرصت ہی نہیں ملتی۔

خلافتِ صدیقیہ کا زرّیں اُصول... سرکاری خزانے کی رکھوالی

خلیفۂ اوّل سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت سے جہاں اور بہت سی باتیں سیکھنے کو ملتی ہیں وہاں یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ مسلم حکمران کو سرکاری خزانے کا محافظ و نگران ہونا چاہیے، لٹیرا اور عیّاش نہیں بننا چاہیے۔

خلیفۂ اوّل کا اِعزازیہ: سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلیفۃ الرسول منتخب ہونے کے بعد اپنے معمول کے مطابق تجارت کے لیے بازار تشریف لے جانے لگے، سیدنا عمر فاروق اور دیگر صحابۂ کرام علیہم الرضوان نے باہمی مشاورت سے فیصلہ کیا کہ اب آپ اسلامی ریاست کے سربراہ بن چکے ہیں، اگر آپ اب اپنے کاروباری معاملات کو وقت دیں گے تو ریاستِ مدینہ کی ذمہ داریاں پوری کرنے میں خلل پیدا ہو سکتا ہے، چنانچہ اتفاقِ رائے سے فیصلہ ہوا کہ آپ کا اِعزازیہ مقرر کر دیا جائے؛ تاکہ آپ ہمہ وقت مسلمانوں کے کاموں میں مصروف رہیں۔ مشورہ سے طے پایا کہ آپ کو سرکاری خزانے سے

⟸ ایک متوسط درجہ کے عام مسلمان کے اخراجات کے مطابق اِعزازیہ پیش کیا جائے گا۔

⇐ خلیفہ بننے سے پہلے آپ اپنے گھر والوں کو جتنا خرچہ دیتے تھے اُتنا خرچہ دیا جائے گا۔

⇐ پہننے کے لیے دو چادریں ملیں گی، جب وہ پرانی ہو جائیں تو اُنھیں بیت المال میں جمع کر کے نئی چادریں دے دی جائیں گی۔

⇐ سفر پر جانا ہو تو سواری پیش کی جائے گی۔[1]

اِعزازیہ قبول کرنے کی کیفیت: حکومتی عہدے داروں اور ملازمین کے لیے خزانے سے تنخواہ لینا جائز ہے، مگر "ضرورت پوری کرنے کے لیے کچھ لینے" اور "عیّاشیوں کے لیے اُڑانے" میں زمین وآسمان کا فرق ہے۔ خلیفۂ اوّل بلا فصل رضی اللہ عنہ ایک عام شخص کے اخراجات کے مطابق معمولی اِعزازیہ وصول فرماتے تھے... مگر خوشی سے اور اُڑانے کے لیے نہیں... بلکہ مجبوری سے اور ضرورت پوری کرنے کے لیے... یہ معمولی اِعزازیہ بھی آپ کے دل پر گراں تھا۔

اُمّ المؤمنین سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا: جب سیدنا صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ خلیفہ مقرر ہوئے تو (بیت المال سے اِعزازیہ وصول کرنے کے بارے میں) فرمایا: «لَقَدْ عَلِمَ قَوْمِي أَنَّ حِرْفَتِي لَمْ تَكُنْ تَعْجِزُ عَنْ مَئُونَةِ أَهْلِي، وَشُغِلْتُ بِأَمْرِ الْمُسْلِمِينَ، فَسَيَأْكُلُ آلُ أَبِي بَكْرٍ مِنْ هٰذَا الْمَالِ، وَيَحْتَرِفُ لِلْمُسْلِمِينَ فِيهِ.[2]» یعنی مسلمانوں کو معلوم ہے کہ میرا کاروبار وسیع تھا، جس سے میرے گھر والوں کا اچھا گزر بسر ہو جاتا تھا، لیکن اب میں مسلمانوں کے معاملات میں مصروف ہوں (کاروبار نہیں کر سکتا)، اب ابو بکر کے گھر والے بیت المال سے گزارا کریں گے اور ابو بکر مسلمانوں کا کام کرے گا۔ (صحیح بخاری، رقم:1964)

اِعزازیہ کی واپسی: سیدنا صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کے وصال کا وقت ہوا تو آپ نے حساب لگایا کہ پوری مدتِ خلافت میں اپنے لیے اور اپنے گھر والوں کے لیے کتنا اِعزازیہ وصول کیا ہے، پھر حکم دیا کہ میرا جتنا غیر منقولی ترکہ (رہائشی گھر کے علاوہ ملکیت میں جو کچھ) ہے وہ سب بیت المال میں جمع کر دیا جائے۔ چنانچہ مدتِ خلافت میں جتنا وصول کیا تھا اُس سے زیادہ بیت المال میں جمع کروایا۔ یوں زندگی کے آخری سانس تک مسلمانوں کی خدمت بھی کی اور اپنے ذاتی مال سے سرکاری خزانے میں اِضافہ بھی فرمایا۔[3]

---

[1] وقال أبو عبيدة: أَفْرِضُ لَكَ قُوتَ رَجُلٍ مِّنَ الْمُهَاجِرِينَ وَ كِسْوَتَهُ وَلَكَ ظَهْرُكَ إِلَى الْبَيْتِ. (سير أعلام النبلاء)
عَنْ حُمَيْدِ بْنِ هِلَالٍ قَالَ: لَمَّا وَلِيَ أَبُو بَكْرٍ قَالَ أَصْحَابُ رَسُولِ اللهِ: اِفْرِضُوا لِخَلِيفَةِ رَسُولِ اللهِ مَا يُغْنِيهِ، قَالُوا: نَعَمْ، بُرْدَاهُ إِذَا أَخْلَقَهُمَا وَضَعَهُمَا وَأَخَذَ مِثْلَهُمَا، وَظَهْرُهُ إِذَا سَافَرَ، وَنَفَقَتُهُ عَلَى أَهْلِهِ كَمَا كَانَ يُنْفِقُ قَبْلَ أَنْ يُسْتَخْلَفَ، قَالَ أَبُو بَكْرٍ: رَضِيتُ.
(الطبقات الكبرى، ج:3، ص:137، دار الكتب العلمية)

[2] وَأَرَادَ بِالْاِحْتِرَافِ فِيهِ التَّصَرُّفَ فِيهِ وَالسَّعْيَ لِمَصَالِحِ الْمُسْلِمِينَ... وَجِيءَ بِالْحِرْفَةِ مُشَاكَلَةً لِوُقُوعِهِ فِي صُحْبَةِ قَوْلِهِ: إِنَّ حِرْفَتِي. (مرقاة المفاتيح)

[3] وَلما حضرت أَبَا بكر الْوَفَاة حسبَ مَا أنْفق من بَيت المَال، فوجدوه سَبْعَة آلَاف دِرْهَم، فَأمر بِمَالِهِ غير الرِّبَاع، فَأُدْخِلَ فِي بَيت المَال، فَكَانَ أَكثر مِمَّا أنْفق. قَالَت عَائِشَة، رَضِي الله تَعَالَى عَنْهَا: فربح الْمُسلمُونَ عَلَيْهِ وَمَا ربحوا على غَيره. (عمدة القاری)

خلافتِ صدیقیہ کا زرّیں اُصول... دینی تقاضوں کی ترجیح

انفرادی زندگی ہو یا اجتماعی، نجی سطح کی بات ہو یا حکومتی سطح کی... انسان کے سامنے جب دو مختلف راستے ہوں اور اُسے اُن میں سے ایک کا چناؤ کرنا ہو تب اُس کی دانائی اور تدبّر کا پتا چلتا ہے۔

حکمرانوں سمیت ہر شخص کو زندگی میں کچھ فیصلے کرنا ہوتے ہیں، دانا اور دُور اندیش شخص وہ ہے جو فیصلہ کرتے ہوئے یہ دیکھے کہ ربّ تعالیٰ کی رِضا کس میں ہے اور دینی تقاضا کیا ہے... جو شخص دُنیاوی مفادات کو ترجیح دے اُسے وقتی طور پر تو فائدہ ہو سکتا ہے، مگر انجام نقصان ہی ہوگا... اور جو خوش نصیب دینی تقاضوں کو ترجیح دے وہ وقتی طور پر مشکل میں بھی پڑے تو انجامِ کار خیر ہی ہوتا ہے۔

اُسوۂ صدیقی: خلافتِ صدیقیہ میں دینی تقاضوں کو ترجیح دینے کی کئی شاندار مثالیں موجود ہیں۔

سرکارِ دوعالم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا وصالِ اقدس ہوا تو گویا فتنوں کا سیلاب اُمڈ آیا... کئی قبیلے اسلام سے مرتد ہوگئے، بہت سے قبیلوں نے اسلامی نظامِ زکوٰۃ کا اِنکار کر دیا، متعدد بدبختوں نے نبوّت کا جھوٹا دعوٰی کر کے اسلام کے خلاف محاذ آرائی شروع کر دی... اِس صورتِ حال میں سیاسی حکمتِ عملی یہ تھی کہ بعض فتنہ پروروں کے ساتھ کچھ وقت کے لیے مفاہمت کر لی جائے اور بعض کا طاقت کے ذریعے خاتمہ کر دیا جائے، مگر دینی تقاضا یہ تھا کہ اللہ تعالیٰ کی مدد پر بھروسا کرتے ہوئے جہاد کے ذریعے تمام فتنوں کا صفایا کر دیا جائے؛ کیونکہ مفاہمت کی وجہ سے دین کی بنیاد کمزور ہو جاتی اور قیامت تک اُس کے اثرات باقی رہتے۔ چنانچہ خلیفۂ اوّل بلافصل رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ نے دینی تقاضے کو ترجیح دیتے ہوئے بیک وقت تمام فتنوں کا مقابلہ کیا، حتّٰی کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے اپنی ظاہری حیاتِ مبارکہ کے آخری دنوں میں سیدنا اُسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا جو لشکر جہاد کے لیے روانہ فرمایا تھا اُسے بھی واپس نہیں بلوایا۔[1] آپ کی اِس استقامت کی برکت سے فقط اڑھائی سال میں نہ صرف تمام فتنوں کا خاتمہ ہوا، بلکہ فتوحات کا سلسلہ بھی شروع ہو گیا۔

قرآنی پیشین گوئی: خلیفۃ الرسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی اِس بے مثال استقامت کے بارے میں قرآنِ کریم نے پہلے سے آگاہ فرمایا تھا۔ ارشادِ ربّانی ہے: يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَنْ يَّرْتَدَّ مِنْكُمْ عَنْ دِيْنِهٖ فَسَوْفَ يَاْتِي اللّٰهُ بِقَوْمٍ يُّحِبُّهُمْ وَيُحِبُّوْنَهٗۤ ۙ اَذِلَّةٍ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اَعِزَّةٍ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ۫ يُجَاهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلَا يَخَافُوْنَ لَوْمَةَ لَآئِمٍ ؕ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ۔ یعنی ”اے ایمان والو! (وصالِ نبوی کے بعد) تم میں جو کوئی اپنے دین سے مرتد (اسلام سے خارج) ہو جائے گا تو بہت جلد

---

[1] وَمَرِضَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم فَجَعَلَ يَقُولُ فِي مَرَضِهِ: أَنْفِذُوا جَيْشَ أُسَامَةَ، أَنْفِذُوا جَيْشَ أُسَامَةَ. قَالَ: فَسَارَ حَتَّى بَلَغَ الْجُرُفَ... فَلَمَّا قُبِضَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم رَجَعَ إِلَى أَبِي بَكْرٍ فَقَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللهِ بَعَثَنِي وَأَنَا عَلَى غَيْرِ حَالِكُمْ هٰذِهِ، وَأَنَا أَتَخَوَّفُ أَنْ تَكْفُرَ الْعَرَبُ، فَإِنْ كَفَرَتْ كَانُوا أَوَّلَ مَنْ يُقَاتِلُ وَإِنْ لَمْ تَكْفُرْ مَضَيْتُ؛ فَإِنَّ مَعِي سَرَوَاتِ النَّاسِ وَخِيَارَهُمْ. قَالَ فَخَطَبَ أَبُو بَكْرٍ النَّاسَ فَحَمِدَ اللهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ: وَاللهِ لَأَنْ تَخَطَّفَنِي الطَّيْرُ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ أَبْدَأَ بِشَيْءٍ قَبْلَ أَمْرِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم. (الطبقات الکبریٰ لابن سعد: 50/4، العلمية)

اللہ ایسی قوم لائے گا، جو اللہ تعالیٰ کے محبوب بھی ہوں گے اور اللہ سے محبت بھی کریں گے، وہ مسلمانوں پر نرم اور کافروں پر سخت ہوں گے، اللہ کی راہ میں جہاد کریں گے اور کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہیں ڈریں گے۔ یہ اللہ کا فضل ہے، وہ جسے چاہتا ہے عطا فرما دیتا ہے اور اللہ وسعت والا، علم والا ہے۔"[المائدہ5:54] مولیٰ المسلمین سیدنا علی مرتضیٰ کرّم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم فرماتے ہیں کہ اِس آیتِ کریمہ میں جن خوش نصیبوں کا ذکر ہے وہ سیدنا صدیقِ اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور آپ کے ساتھی ہیں۔(خزائن العرفان)

لمحۂ فکریہ: اِس وقت اُمّتِ مسلمہ کی مجموعی صورتِ حال یہ ہے کہ نجی معاملات سے لے کر قومی و بین الاقوامی معاملات تک... کہیں بھی دینی تقاضوں کی ترجیح نظر نہیں آتی۔ مسلم حکمرانوں کا تو گویا دین سے کچھ لینا دینا ہی نہیں، الا ماشاء اللہ۔ ہم عوام اپنی صورتِ حال پر غور کریں کہ ووٹ دیتے ہوئے دینی تقاضوں کو پیشِ نظر رکھتے ہیں یا سیاسی مفادات کو؟ تجارت کرتے ہوئے دینی اُصولوں کے مطابق چلتے ہیں یا ہر جائز وناجائز طریقے سے مال سمیٹنے کی کوشش کرتے ہیں؟ رشتہ تلاش کرتے ہوئے دینی مقاصد دیکھتے ہیں یا خاندانی اور مالی اسٹیٹس کو؟ بچوں کی تعلیم وتربیت دینی تقاضوں کے مطابق کرتے ہیں یا فقط نوکری پیشِ نظر ہوتی ہے؟ ٹھنڈے دل سے غور کریں تو اکثریت کا جواب یہی ہوگا کہ دینی تقاضوں پر عمل کرنا تو دُور کی بات ہے، اُنھیں سمجھنے کی بھی کوشش نہیں کرتے۔

ہم جیسوں کی بات کرتے ہوئے باری تعالیٰ نے فرمایا: بَلۡ تُؤۡثِرُوۡنَ الۡحَیٰوۃَ الدُّنۡیَا ۝ وَالۡاٰخِرَۃُ خَیۡرٌ وَّاَبۡقٰی ۝ اِنَّ ھٰذَا لَفِی الصُّحُفِ الۡاُوۡلٰی ۝ صُحُفِ اِبۡرٰھِیۡمَ وَمُوۡسٰی ۝ "بلکہ تم دُنیاوی زندگی کو ترجیح دیتے ہو، اور آخرت ہی بہتر اور ہمیشہ باقی رہنے والی ہے، بے شک یہ بات ضرور پہلے صحیفوں میں (بھی مذکور) ہے، ابراہیم اور موسیٰ کے صحیفوں میں۔"[الاعلیٰ87:16تا19]

خلافتِ صدیقیہ کا زرّیں اُصول... حکمرانی نہیں، خدمت گزاری

قرآن وسنت میں مسلمانوں کو سکھایا گیا ہے کہ سیاست وحکومت کا اصل مقصد خلقِ خُدا کی خدمت ہے۔ عہدہ سنبھالنے کے بعد خود کو خلائی مخلوق سمجھنا اور عوام کی پریشانی نظر انداز کر دینا اسلامی تعلیمات کے یکسر خلاف ہے۔

سیدنا ابو مریم عمر بن مُرّہ اَزدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: «مَنۡ وَّلَّاہُ اللہُ عَزَّ وَجَلَّ شَیۡئًا مِّنۡ اَمۡرِ الۡمُسۡلِمِیۡنَ فَاحۡتَجَبَ دُوۡنَ حَاجَتِہِمۡ وَخَلَّتِہِمۡ وَفَقۡرِھِمۡ احۡتَجَبَ اللہُ عَنۡہُ دُوۡنَ حَاجَتِہٖ وَخَلَّتِہٖ وَفَقۡرِہٖ۔» (سنن ابوداود، حدیث:2948) یعنی "جسے اللہ تعالیٰ مسلمانوں کی کوئی ذمہ داری دے، پھر وہ (لاپرواہی کرتے ہوئے) اُن کی ضروریات سے غافل رہے (حاجت مندوں کی اُس تک رسائی ہی نہ ہو اور وہ اُن کی ضرورتیں پوری کرنے کی کوشش نہ کرے) تو اللہ تعالیٰ اُس کی حاجتیں پوری نہیں فرمائے گا (نہ اُس کی دعائیں قبول ہوں گی، نہ مرادیں پوری ہوں گی)"(ترجمہ ماخوذ از مرقاۃ المفاتیح ومرآۃ المناجیح)

اُسوۂ صدیقی: سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یوں خدمتِ خلق کی کہ انسان کی عقل دنگ رہ جاتی ہے۔

روایت میں ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ خلیفہ بننے سے پہلے خیر خواہی کے طور پر پڑوسی قبیلہ والوں کی بکریوں کا دُودھ دوہ دیتے تھے، جب خلیفہ مقرر ہوئے تو اُس قبیلہ کی کسی بچی نے کہا: اب وہ خلیفہ بن گئے ہیں، اب ہماری بکریوں کا دُودھ دوہ کر نہیں دیں گے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے یہ بات سنی تو فرمایا: بَلٰی لَعَمْرِیْ لَأَحْلُبَنَّهَا لَكُمْ، وَإِنِّیْ لَأَرْجُوْ أَنْ لَا يُغَيِّرَنِیْ مَا دَخَلْتُ فِيْهِ عَنْ خُلُقٍ كُنْتُ عَلَيْهِ۔ یعنی اب بھی میں ضرور تمہاری بکریوں کا دُودھ دوہ دیا کروں گا، مجھے اُمید ہے کہ خلافت کی وجہ سے میرے اخلاق (اور خدمات) میں تبدیلی نہیں آئے گی۔ چنانچہ آپ خلیفہ مقرر ہونے کے بعد بھی نہایت عاجزی کے ساتھ مسلمانوں کی خدمت کرتے تھے۔

(الطبقات الکبریٰ لابن سعد، ج:3، ص:139، دار الکتب العلمیۃ)

لمحۂ فکریہ: ہماری صورتِ حال یہ ہے کہ سرکاری افسران وملازمین خدمت کے طور پر کسی کے کام آنا تو دُور کی بات ہے، اپنی ڈیوٹی کا کام پورا کرنا بھی مصیبت سمجھتے ہیں... سرکاری ہسپتالوں میں مریض خوار ہوتے رہتے ہیں اور ڈاکٹرز کو خوش گپیوں سے فرصت نہیں ملتی... پولیس والے اپنی ذمہ داریوں کے حوالے سے اتنے غافل ہیں کہ عام آدمی تھانے کی طرف جانے سے بھی بچنے کی کوشش کرتا ہے..... ٹیچرز کو اِس بات کی فکر ہی نہیں کہ مستقبل کے معماروں کی ذمہ داری اُن کے کاندھوں پر ہے۔

مسلمانوں کا بھلا کرنے سے اللہ تعالیٰ کی رحمت نصیب ہوتی ہے اور مسلمانوں کو نقصان پہنچانے والا خود مشقت میں پھنس جاتا ہے۔ بدری صحابی سیدنا ابوصرمہ مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: «مَنْ ضَارَّ ضَارَّ اللّٰهُ بِهِ، وَمَنْ شَاقَّ شَقَّ اللّٰهُ عَلَيْهِ۔» یعنی "جو مسلمان کو ناحق تکلیف دے اللہ تعالیٰ بطورِ سزا اُسے تکلیف میں مبتلا کردے گا اور جو مسلمان کو ناحق مشقت میں ڈالے اللہ تعالیٰ اُسے مشقت میں مبتلا کردے گا۔" (جامع ترمذی، حدیث:1940[1])

خلافتِ صدیقیہ کا زرّیں اُصول... کمزوروں کی دادرسی

کسی بھی ریاست کی بقا کے لیے عدل وانصاف کو بنیادی حیثیت حاصل ہوتی ہے اور جب تک ریاستی اِدارے کمزوروں کے ساتھ کھڑے نہ ہوں تب تک عدل وانصاف قائم نہیں ہو سکتا۔

حاکمِ مطلق جلّ جلالہٗ نے تاجدارِ عرب وعجم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرمایا: وَاِنْ حَكَمْتَ فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ بِالْقِسْطِ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ. "اور اے محبوب! اگر آپ اُن کے درمیان فیصلہ فرمائیں تو انصاف کے ساتھ فیصلہ فرمادیں، بے شک اللہ تعالیٰ انصاف کرنے والوں کو پسند فرماتا ہے۔" [المائدۃ5:42]

---

[1] وروی عَنْ عَائِشَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ «مَنْ رَفَقَ بِأُمَّتِيْ رَفَقَ اللّٰهُ بِهِ، وَمَنْ شَقَّ عَلٰى أُمَّتِيْ شَقَّ اللّٰهُ عَلَيْهِ» (مسند ابن المبارک، حدیث:271)

اسوۂ صدیقی: سیدنا صدیقِ اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی خلافت کے پہلے خطبہ میں دیگر کئی خوب صورت باتوں کے ساتھ ساتھ یہ کلمات بھی ارشاد فرمائے: **وَالضَّعِيْفُ فِيْكُمْ قَوِيٌّ عِنْدِيْ حَتّٰى أُرِيْحَ عَلَيْهِ حَقَّهٗ إِنْ شَاءَ اللهُ، وَالْقَوِيُّ فِيْكُمْ ضَعِيْفٌ عِنْدِيْ حَتّٰى آخُذَ الْحَقَّ مِنْهُ إِنْ شَاءَ اللهُ.** تم میں سے جو (بظاہر) کمزور ہے وہ میرے نزدیک طاقت وَر ہے تاوقتیکہ مَیں (ظالم سے) اُس کا حق لے کر اُس کو واپس دلا دوں ان شاء اللہ تعالیٰ، اور تم میں جو بظاہر طاقت وَر ہے وہ میرے نزدیک کمزور ہے تاوقتیکہ میں اُس سے (مظلوم کا) حق واپس لے لوں، ان شاء اللہ تعالیٰ۔

(السیرۃ النبویۃ لابن کثیر، قال ابن کثیر: وھذا إسنادٌ صحیح، ج:4، ص:493، دار المعرفۃ۔ کنز العمال، حدیث: 14064)

اکثر طور پر ظالم طاقت وَر اور اثر ورسوخ کا مالک ہوتا ہے، چنانچہ اُس کے سامنے قانون بے بس ہو جاتا ہے۔ خلافتِ صدیقیہ کا سنہری اُصول یہ ہے کہ ریاستی طاقت کے ساتھ ظالم کا ہاتھ روکا جائے، نہ رکے تو اسے کاٹ دیا جائے؛ کیونکہ ظالم کو روکے بغیر عدل و انصاف قائم ہو ہی نہیں سکتا۔

اگر ریاست مظلوم کا ساتھ نہ دے تو حکمران کو روزِ قیامت اِس کا جواب دینا ہو گا۔ سیدنا جُندب رضی اللہ عنہ نے رحمتِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا: **يَجِيْءُ الْمَقْتُوْلُ بِقَاتِلِهٖ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، فَيَقُوْلُ: سَلْ هٰذَا فِيْمَ قَتَلَنِيْ؟ فَيَقُوْلُ: قَتَلْتُهٗ عَلٰى مُلْكِ فُلَانٍ.** مقتول قیامت کے دن اپنے قاتل کو بارگاہِ الٰہی میں حاضر کر کے کہے گا: "اے اللہ! اِس سے پوچھ، اس نے مجھے کیوں قتل کیا تھا؟" قاتل کہے گا: مَیں نے فلاں کی حکومت میں قتل کیا تھا (اُس کی مدد یا اُس کے نظام کی کمزوری کی وجہ سے مجھے یہ جرأت ہوئی تھی)۔

(سنن نسائی، حدیث: 3898)

ہماری حالتِ زار: ہمارے نظام میں مظلوم کو انصاف حاصل کرنے کے لیے کیا کچھ کرنا پڑتا ہے؟ تفتیش کتنی شفاف ہوتی ہے؟ پھر کورٹس کی گرفت کتنی مضبوط ہے؟ اور کورٹس کے فیصلوں پر کتنا عمل درآمد ہوتا ہے؟ یہ سب بیان کرنے کی ضرورت نہیں، حکومت اور قانون کے ادارے کسی نہ کسی طرح طاقت ور ظالم کے ساتھ کھڑے ہو جاتے ہیں اور مظلوم عدالتوں میں ایڑیاں رگڑتا رہتا ہے۔

آج صرف پاکستان ہی نہیں، بلکہ پوری دنیا اُس نظامِ عدل کے لیے ترس رہی ہے جو ریاستِ مدینہ میں نافذ ہوا تھا، جس کا کامل نمونہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم نے قائم فرمایا اور پھر خلفائے راشدین نے اسے دنیا کے کونے کونے تک پہنچایا۔ اِسی عدل کی برکات تھیں کہ اُس دَور کی دونوں سپر پاورز: ایران اور روم عظمتِ اسلام کے آگے سرنگوں ہو گئیں۔

حرفِ آخر

رسول اللہ ﷺ کے جان نثار ووفاشعار صحابی اور پہلے خلیفہ سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اُمّت کے بہترین راہ نما ہیں۔

ربّ تعالیٰ نے آپ کو اتنی خوبیوں سے نوازا ہے کہ آپ کی تجارت میں تاجروں کے لیے اُسوہ ہے... آپ کی سخاوت مال داروں کے لیے لائقِ تقلید ہے، آپ کی بہادری سرحدوں پر مقرر فوج کے جذبے جواں کر دیتی ہے... آپ کی شانِ عبادت وریاضت صوفیا کے لیے راہیں متعیّن کرتی ہے اور آپ کی خلافت کے سنہری اُصول قیامت تک کے مسلم حکمرانوں اور سرکاری عہدے داران کو روشنی فراہم کرتے رہیں گے۔ ہمیں چاہیے کہ خلافتِ صدیقیہ کے زرّیں اُصولوں سے سبق لیتے ہوئے

⟸ دنیاوی مفادات کے لیے عہدوں کا لالچ دل سے نکال دیں۔

⟸ دیانت داری اور کفایت شعاری کو اپنا شعار بنائیں۔

⟸ زندگی کے تمام معاملات میں دینی تقاضوں کو ترجیح دیں۔

⟸ اگر ہمارے پاس کوئی سرکاری یا غیر سرکاری عہدہ ہے تو افسر بننے کے بجائے خدمت گزار بنیں۔

⟸ نہ کسی پر ظلم کریں اور نہ ہی ظالم کا ساتھ دیں۔

اللہ تعالیٰ خلیفۃ الرسول سیدنا ابو بکر صدیق ﷺ کے درجات میں بے شمار بلندیاں عطا فرمائے اور اُن کے صدقے میں اُمّتِ مسلمہ کو عروج عطا فرمائے، اُمّت کو دینی تقاضے سمجھنے اور اُنھیں پورا کرنے کی توفیق عطا فرمائے... مالکِ کریم مُلکِ پاکستان کو ہر قسم کے بحرانوں سے نجات دے اور کشمیر و فلسطین سمیت دنیا بھر کے دیگر مظلوم مسلمانوں کی مدد فرمائے۔

آمین بجاہ النبیّ الکریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم